پیغامِ محبت

افادات

مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

ناشر

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

ان کا جو فرض ہے، وہ اہلِ سیاست جانیں　　میرا پیغام محبت ہے، جہاں تک پہنچے

(جگرؔ مرادآبادی)

پیغامِ محبت

افادات

مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

ناشر

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

تفصیلات

کتاب کا نام: پیغامِ محبت

افادات: مفکرِ ملت حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب: مولانا خلیل احمد قاضی صاحب

تنقیح وتہذیب: مفتی محمد امتیاز حافظی صاحب

صفحات: 50

سن اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ - نومبر ۲۰۲۴ء

ناشر: مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

ملنے کا پتہ

مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

Madina Academy

Swindon Road, Dewsbury

West Yorkshire, WF13 2PA, England

Tel: 00 44 7973765203

Email: publications@madinaacademy.org.uk

Website: madinaacademy.org.uk

فہرس

شمار	عنـــاویـــن	صفحہ
❖	پیش لفظ	۹
۱	بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور شفقتیں	۱۱
۲	سیاسی لیڈران سے حضرت مفکر اسلامؒ کا ایک اہم خطاب	۱۱
۳	مصلیوں سے بھری ہوئی مسجدیں	۱۳
۴	عبادات کا ظاہر اور باطن	۱۳
۵	ہماری بے تاثیر عبادات	۱۴
۶	نماز میں صفوں کو درست کرنے کی حکمت	۱۴
۷	یہ کیسے مسلمان ہیں؟	۱۵
۸	تدابر، تحاسد اور تباغض کی ممانعت	۱۵
۹	سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا	۱۶
۱۰	بوقتِ موت سکندر کی وصیت	۱۶
۱۱	اختلاف کی وبائے عام	۱۶
۱۲	اس امت کی ایک خصوصیت	۱۷
۱۳	مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت	۱۷

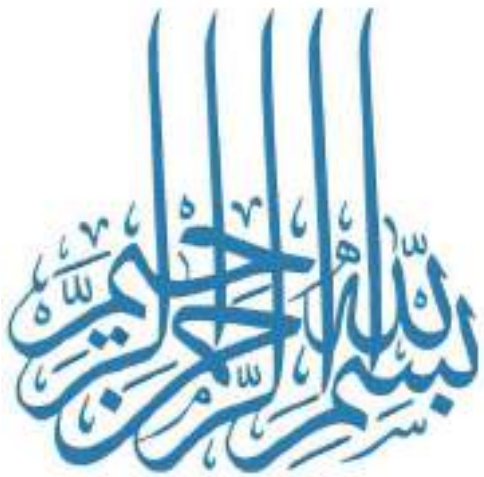
۱۴	جماعت کی نماز چھوڑنے والوں سے حضور ﷺ کی بے انتہا ناراضگی	۱۷
۱۵	مساجد؛ اللہ تعالیٰ کے گھر	۱۸
۱۶	اسلام میں مساوات کی تعلیم	۱۸
۱۷	مسلمانوں میں اونچ نیچ کا مرض	۱۹
۱۸	اسلامی مساوات کی عکاسی کرنے والا ایک واقعہ	۱۹
۱۹	حضرت بلالؓ اور ان کا نعرۂ مستانہ	۲۰
۲۰	حضرت عمرؓ کا مقام و مرتبہ	۲۱
۲۱	حضرت عمرؓ کی نظروں میں حضرت بلال حبشیؓ کا مقام و مرتبہ	۲۱
۲۲	ہماری مسلمانی	۲۲
۲۳	وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا	۲۳
۲۴	وہ شخص مؤمن نہیں ہے	۲۳
۲۵	ہمارے نوجوانوں کی بے اصولی	۲۴
۲۶	گاڑی پارک کرنے میں بے انتظامی	۲۴
۲۷	حضرت تھانویؒ اور ایذائے مسلم سے اجتناب	۲۵
۲۸	ایذا رسانی کی ایک صورت	۲۶
۲۹	مسلمان؛ اہل دنیا کے لیے رحمت	۲۶
۳۰	اپنی بگڑی ہوئی تصویر صحیح کرنے کی کوشش کریں	۲۷

۳۱	خود کو اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ	۲۷
۳۲	بچوں کی صحیح تربیت کا حضور ﷺ کا اہتمام	۲۷
۳۳	آداب سے ناواقف بڑے بڑے لوگ	۲۸
۳۴	حضرت مسیح الامتؒ کا ایک واقعہ	۲۸
۳۵	علمے کہ راہِ حق نہ نماید، جہالتے ست	۳۰
۳۶	اپنے بچوں کو علومِ عصریہ کے ساتھ علومِ دین بھی سکھاؤ	۳۰
۳۷	حضراتِ صحابہؓ کیوں سربلند تھے؟	۳۱
۳۸	تعمیرِ مساجد کی ایک اہم غرض	۳۱
۳۹	ہم نے مسجدوں کو باہمی توڑ کا ذریعہ بنالیا	۳۱
۴۰	سارے فسادات کی جڑ؛ حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال	۳۲
۴۱	ایک لطیفہ	۳۳
۴۲	مؤمن کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے	۳۳
۴۳	اللہ کی تلوار؛ حضرت خالد بن ولیدؓ	۳۳
۴۴	موت کے وقت حضرت خالدؓ بن ولید کی ایک حسرت	۳۴
۴۵	حضرت خالدؓ کی معزولی اور اس کی وجہ	۳۴
۴۶	میں اللہ تعالیٰ کے لیے لڑتا تھا، عمرؓ کے لیے نہیں	۳۵
۴۷	جھگڑے فساد سے بچنے کا بہترین علاج	۳۵

۴۸	سارے جھگڑوں کی جڑ	۳۵
۴۹	دنیائے وزراء کی ایک عجیب وغریب شخصیت	۳۶
۵۰	تو بیمار کبھی اچھا نہیں ہوسکتا	۳۶
۵۱	ہماری عبادتیں کیوں مؤثر نہیں؟	۳۷
۵۲	ایک تاجر کی دھوکہ دہی کا واقعہ	۳۷
۵۳	حقوق العباد کی اہمیت	۳۸
۵۴	اہل برطانیہ کے لیے لمحۂ فکریہ	۳۸
۵۵	تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی	۳۹
۵۶	اپنے جوانوں کی تربیت کے پیچھے غیر قوم کی محنتیں	۳۹
۵۷	ہمارے نوجوانوں کی خرمستیاں	۴۰
۵۸	دشمن سے مقابلے کے لیے تیاری کا قرآنی حکم	۴۱
۵۹	نوجوان نسل کو تباہی سے بچانے کی فکر کیجیے	۴۱
۶۰	نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو	۴۲
۶۱	مسلمانوں کی مالی ابتر حالت	۴۲
۶۲	بچیاں بیچی جارہی ہیں	۴۳
۶۳	تعلیماتِ نبویہ میں ہر مسئلے کا حل	۴۳
۶۴	بار بار وضو کا دنیوی فائدہ	۴۴

۶۵	نفل عمرہ سے زیادہ ثواب کا عمل	۴۵
۶۶	بیان سننا عمل کی نیت سے ہونا چاہیے	۴۶
۶۷	دشمنیاں ختم کرو، محبتیں پھیلاؤ!	۴۶
۶۸	اسلام کی حقیقی تعلیم	۴۷
۶۹	سننا آسان ہے، عمل مشکل ہے	۴۷
۷۰	جنت کے وسط میں محل	۴۷
۷۱	ان کا جو فرض ہے، وہ اہل سیاست جانیں	۴۸
۷۲	جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے.....	۴۸
۷۳	خوش نصیب لوگ	۴۹




بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

مولانا خلیل احمد قاضی صاحب

بانی ومہتمم: مدینہ اکیڈمی، ڈیوز بری، انگلینڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کو بہت سے اوصافِ کمالیہ وخصائل حمیدہ سے نوازا تھا، ان میں سے ایک نمایاں خوبی امت کی فکر تھی۔ شاید ہی آپ کی کوئی مجلس یا تقریر ایسی ہو جس میں آپ نے ملت کو اپنی ذمہ داری اور فرائض کی طرف متوجہ نہ فرمایا ہو۔ آپ کے ساتھ رہ کر قریب سے آپ کی ذات با کمال کا بخوبی مشاہدہ کرنے والے بصدق دل گواہی دیں گے کہ آپ اس نبوی صفت ''دائم الفکر'' کے عکس جمیل تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفکر ملتؒ کو امتِ مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، آمین۔

پیش خدمت کتابچہ بعنوان ''پیغامِ محبت'' دراصل حضرت مفکر ملتؒ کی ایک دردآمیز وفکر انگیز تقریر ہے جو آپ نے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری مدظلہ العالی کی دعوت پر جامع مسجد باٹلی، انگلینڈ میں ۲۵ / رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۴ / ستمبر ۲۰۱۰ء کو بعد نماز عصر علماء ومشائخ اور عامۃ المسلمین کے ایک جم غفیر کو مخاطب کرتے ہوئے پیش فرمائی۔ بہت سے اہل علم نے حضرتؒ کے اس وعظ کو خوب سراہا اور پسند کیا۔ الحمدللہ

بندہ اِس دل سوز تقریر کو بقید تحریر لا کر افادۂ عامہ کے لیے کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اِن چند سطور کو سپرد قرطاس کرتے ہوئے حضرت مفکر ملتؒ کے تعلق سے ایک خواب ارتجالاً یاد آ گیا جو ایک عالم دین نے بندہ کو بتایا کہ مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کے وصال سے کچھ ہی وقت پہلے انھوں نے حضرت مفکر ملتؒ کی خواب میں زیارت کی اور دیکھا کہ آپ مسجد نبوی -علی صاحبہ الف الف صلاۃ وتحیۃ- کے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر تقریر پیش فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفکر ملتؒ کی جمیع خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی فیوض و برکات سے امت کو مستفیض فرماتا رہے۔آمین یارب العالمین

خلیل احمد قاضی

خادم مدینہ اکیڈمی، ڈیوز بری، انگلینڈ

۹/ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۴۶ھ

۱۱/ نومبر ۲۰۲۴ء

پیغامِ محبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہ وَنَسْتَغْفِرُہ وَنُؤْمِنُ بِہ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، مَنْ یَھْدِہ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ ،وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَنَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ لَا شَرِیْکَ لَہ، وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ، أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

﴿إِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾[الکھف:۱۰۷] وَقَالَ تَعَالٰی:﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ﴾[التحریم:۶]

بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور شفقتیں

یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے، اللہ رب العزت نے ہم پر کرم فرما کر ہمیں یہ پاکیزہ مہینہ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے بندوں کی مغفرت کریں؛ اس لیے رمضان المبارک جیسا ایک مقدس مہینہ ہمارے لیے مقرر فرمایا اور آپ نے علماء سے بارہا سنا کہ اس مہینے کے پہلے عشرے میں رحمت کے دن ہوتے ہیں، دوسرا عشرہ مغفرت کا ہوتا ہے اور یہ تیسرا عشرہ آگ سے آزادی کا ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ کروڑوں انسانوں کو آگ سے آزادی عطا فرمائیں۔

سیاسی لیڈران سے حضرت مفکر اسلامؒ کا ایک اہم خطاب

اللہ تعالیٰ نے خود مخلوق کو پیدا فرمایا ہے اور آدمی جب کسی چیز کو بناتا ہے تو اس کو

اس چیز کے ساتھ طبعی طور پر ایک لگاؤ اور تعلق ہو جاتا ہے، یہ ایک فطری بات ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندویؒ ایک مرتبہ لکھنؤ کے جمنا پرشاد ہال میں تقریر فرما رہے تھے جس میں ہر پارٹی کے لیڈران تھے اور بہت سے ہندو لیڈران بھی تھے، ہندوستان میں فسادات بہت ہوتے تھے، جن میں مسلمانوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔

حضرت نے بیان کے دوران ایک بات فرمائی کہ میں یہاں ہال میں آیا ہوں، یہ ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں بڑے بڑے لوگ لیکچر دیا کرتے ہیں، اس ہال میں بہت سی چیزیں ہیں: فرنیچر لگا ہوا ہے، لاؤڈ اسپیکر اور دوسری چیزیں ہیں، اگر کوئی شخص ہال میں داخل ہو جائے اور اسے توڑنے لگے تو جن لوگوں نے یہ ہال بنایا ہے اور جو اس کے ذمہ دار ہیں، ان کو تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟ حضرت نے یہ سوال حاضرین سے کیا، وہاں جتنے بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ اس طرح کوئی آدمی توڑنے لگے تو یہ تو بہت بُری بات ہے۔ حضرت نے دوسرا سوال کیا کہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ کمہار گھڑے اور دوسرے برتن مٹی سے بناتا ہے، اس کے پاس ایک بڑا سا چکر ہوتا ہے، اس میں مٹی رکھ کر گھڑا تیار کرتا ہے اور تیار ہو جاتا ہے تو اس کو ایک طرف لائن سے رکھتا جاتا ہے اور پھر انھیں دھوپ میں تپایا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اس کمہار کے گھڑوں کے پاس لاٹھی لے کر جائے اور ان کو توڑنے لگے تو کمہار کے دل پر اس کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں ہوگا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ تو بہت ناراض ہوگا کہ اس بے چارے نے اتنی محنت سے ایک چیز بنائی اور کوئی اس کو اتنی آسانی اور بے رحمی سے توڑ پھوڑ کر رہا ہے۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ لوگو! ذرا اس پر غور کرو کہ یہ سارے انسان اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تکلیف پہنچائے، اس کو دکھ دے، اس کو قتل کرے، اس کو زندہ جلا دے تو اللہ ناراض نہیں ہوں گے؟ سب نے کہا کہ واقعی بہت ناراض ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اکابر ایسی چیزیں پیش کر کے لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑنا چاہتے ہیں کہ اپنے دماغ کے دریچوں کو کھولو اور ذرا سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو!۔

مصلیوں سے بھری ہوئی مسجدیں

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری مسجدیں بھری ہوئی نظر آتی ہیں، ہم لندن گئے تو وہاں بھی ساری مسجدیں کھچا کھچ بھری ہوئی دیکھیں، تراویح میں بھی مسجد کے اخیر تک لوگ موجود ہیں، لیسٹر میں بھی یہی مناظر دیکھے، بولٹن میں بھی یہی دیکھا اور آج ہم آپ کے یہاں (باٹلی) حاضر ہوئے تو یہاں بھی ساری مسجدیں اسی طرح کھچا کھچ بھری ہوئی ہیں، یہ بہت زیادہ خوشی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور استقامت نصیب فرمائے، آمین۔

عبادات کا ظاہر اور باطن

لیکن میرے دوستو! اس بات کو سمجھئے کہ ایک تو چیز کا ظاہر ہوتا ہے اور ایک چیز کا باطن ہوتا ہے، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہماری یہ نمازیں، روزے، تلاوتیں اور دعائیں ہماری طبیعتوں اور مزاجوں میں کتنی مؤثر ہو رہی ہیں؟ آدمی کو اسے جانچنے کی ضرورت ہے۔

ایک حکیم یا ڈاکٹر مریض کو ایک نسخہ عطا کرتا ہے اور وہ نسخہ بہت قیمتی ہوتا ہے، حکیموں کے بعض نسخے تو بہت ہی قیمتی ہوتے ہیں، ان میں جواہرات پڑتے ہیں، اس

نسخے کو دیتے ہوئے حکیم کہتا ہے کہ تم یہ نسخہ کھا رہے ہو، اس کے ساتھ تمباکو مت کھانا یا کھٹی چیزیں استعمال مت کرنا۔ اب وہ آدمی مانتا نہیں ہے اور کھٹی چیزیں استعمال کر رہا ہے، تمباکو کھا رہا ہے تو کیا یہ قیمتی نسخہ اس کی طبیعت پر کوئی اثر کرے گا؟ ہمیں اور سب کو معلوم ہے کہ وہ نسخہ چاہے جتنا قیمتی ہو، اس کا اثر نہیں ہوگا، قطعاً اثر نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ وہ اس کے ساتھ بد پرہیزی کر رہا ہے۔

ہماری بے تاثیر عبادات

ہماری امت کا اس وقت یہی حال ہے کہ اچھے اچھے نسخے استعمال ہو رہے ہیں، نمازوں میں برابر پابندی سے آتے ہیں، یہ بہت بہترین نسخہ ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: ۴۵] کہ نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے، یہ اس کا خاصہ اور تاثیر ہے؛ لیکن ہم مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور مسجد سے باہر جاتے ہیں تو ہماری حالت دوسری ہوتی ہے۔

نماز میں صفوں کو درست کرنے کی حکمت

ہم نماز پڑھتے ہیں اور اس مسجد میں آکر نماز پڑھتے ہیں، وہ مسجد اس لیے بنائی گئی ہے کہ مسلمانوں کے دل آپس میں جڑے رہیں؛ اس لیے یہ تعلیم دی گئی کہ صفوں میں مل مل کر کھڑے رہیں، صف میں ذرا سا بھی خلا اور دوری رہے تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں ہے اور ارشاد فرمایا: ”اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا ؛ فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ“ تم نے اگر صفوں میں دوری رکھی تو اللہ تمہارے دلوں میں دوری اور علیحدگی پیدا فرمادیں گے۔

(مسلم شریف، حدیث نمبر: ۴۳۲)

یہ کیسے مسلمان ہیں؟

اب مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان میں نماز پڑھ رہا تھا، ایک صاحب نماز میں میرے ساتھ کھڑے تھے، ایک اور صاحب آئے اور اللہ اکبر کہہ کر ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی، اب میرے پاس جو کھڑے تھے انھوں نے نماز توڑ دی اور دوسری جگہ جا کر کھڑے ہو گئے، بعد میں مَیں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہوا کہ وہ صاحب اس کے پہلو میں آ کر کھڑے ہوئے تو نماز توڑ کر چل دیے؟ تو اس نے کہا کہ ان دونوں کی آپس میں بنتی نہیں ہے، اللہ اکبر! یہ کیسے مسلمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کے بعد بھی اپنے دل کا میل صاف نہیں کر رہے ہیں۔

تدابر، تحاسد اور تباغض کی ممانعت

ہماری طبیعتوں میں میل ہے، تحاسد، تباغض اور تدابر ہے، یہ تینوں عربی کے الفاظ ہیں: تحاسد یعنی ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنا، تباغض یعنی ایک دوسرے کے ساتھ بغض اور کینہ رکھنا اور تدابر یعنی ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو توڑنا، اس کو سختی کے ساتھ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اسی لیے آپ نے سنا ہوگا کہ جمعہ کے دن خطبے میں ہمارے یہاں ائمہ جو خطبہ دیتے ہیں، اس میں یہ آتا ہے: ”لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا“ اے لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ حسد مت کرو، ایک دوسرے کے ساتھ کینہ مت رکھو، ایک دوسرے کے ساتھ قطع تعلق مت کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر اس سرزمین پر رہو۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۶۰۶۵)

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

آپ اس دنیا سے کچھ بھی لے جانے والے نہیں ہو، دنیا بھر کی چیزیں جو ہمارے پاس جمع ہیں، چاہے وہ بینکوں میں جمع پیسے ہوں، چاہے ہماری بہترین قسم کی گاڑیاں ہوں، آپ چاہے مرسیڈز (Mercedes) میں گھوم رہے ہوں، یا BMW میں گھوم رہے ہوں، خواہ عالی شان اور قیمتی سے قیمتی بنگلے میں رہ رہے ہوں، یہ ساری چیزیں یہیں پر رہ جانے والی ہیں، کوئی چیز ساتھ میں لے جانے والے نہیں ہیں۔

بوقتِ موت سکندر کی وصیت

سکندر کی جب موت ہو رہی تھی تو اس نے وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں اور میرا جنازہ نکلے تو میرے دونوں ہاتھ خالی کر کے جنازے کے باہر رکھنا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ دونوں ہاتھ باہر خالی رکھنے کی وصیت کیوں کر رہے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ دنیا بھی دیکھ لے کہ وہ سکندر جو فاتح اعظم تھا، جس نے ساری دنیا کو فتح کیا؛ لیکن جب دنیا سے جا رہا ہے تو خالی ہاتھ جا رہا ہے۔

اختلاف کی وبائے عام

آج مسلمان مسجدوں میں نمازوں کے لیے پابندی سے آتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، حج کے لیے چلے جاتے ہیں، عمرے بھی بہت کرتے ہیں؛ لیکن دل کی صفائی نہیں ہو رہی ہے، ایک دوسرے کی طرف سے دلوں میں میل بھرا ہوا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ بغض سے دل بھرے ہوئے ہیں، مسلمانوں کی کوئی کمیٹی ایسی نہیں ہے جس میں اختلاف نہ ہو، کسی مسجد کی کمیٹی آپ ایسی نہیں بتا سکتے جس میں اختلاف

نہ ہو، پورے ہندوستان میں بھی یہی حال ہے اور یہاں کا بھی یہی حال ہے۔

اس امت کی ایک خصوصیت

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں ہے: ''جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِداً'' کہ اللہ تعالیٰ نے اس پوری روئے زمین کو میری امت کے لیے مسجد بنایا ہے۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر: ۴۳۸)

یہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ امتی کے لیے سرزمین کے کسی بھی حصے میں نماز کا وقت ہو جائے اور وہ اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود پھر مسجدیں بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر کسی نے قطات پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائی تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۷۳۸)

مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت

ایک حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: صَلَاةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً کہ جماعت سے نماز پڑھنا گھر میں تنہا نماز پڑھنے کی بہ نسبت ۲۷ درجہ زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۶۴۵)

جماعت کی نماز چھوڑنے والوں سے حضور ﷺ کی بے انتہا ناراضگی

مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتنا اہتمامی حکم ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز کے لیے مسجدوں میں نہیں آتے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی کو امامت کا حکم کروں اور جا کر ان

کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۶۵۷)

محمد عربی ﷺ اس آدمی کے گھر کو آگ لگانے کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں کہ جو جماعت کی نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتا۔

مساجد؛ اللہ تعالیٰ کے گھر

آخر کیا بات ہے؟ ساری سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مسجد بنا ہی دی ہے تو ہم چاہیں نماز گھر میں پڑھ لیں، باغ اور گارڈن میں پڑھ لیں، پھر اللہ تعالیٰ نے مسجد کا اتنا اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ [الجن:۱۸] یہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں ہیں، یہاں دوسروں کو مت پکارنا کہ یہ فلانے شیخ صاحب ہیں اور یہ فلانے سیٹھ ہیں اور یہ فلانے پریسیڈنٹ (President) ہیں اور یہ فلانے ٹرسٹی صاحب ہیں، یہاں کسی کو نہیں پکارنا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

یہاں اللہ تعالیٰ کی مسجد میں اس کے سامنے سب یکساں ہیں، اگر کوئی اس زمین کا بہت بڑا بادشاہ ہے؛ لیکن جب وہ بھی مسجد میں جائے گا تو اس کو عام رعایا کے ساتھ کھڑا رہنا پڑے گا، چاہے رعایا حبشی لوگ ہوں۔

اسلام میں مساوات کی تعلیم

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے دلوں سے یہ اونچ نیچ بالکل نکال کر ختم کر دی تھی۔ یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے قوموں کے درمیان اتنی مساوات

پیدا کر دی کہ اس کا تصور آپ کو دوسرے کسی بھی مذہب وقوم میں نہیں مل سکتا، آپ انسانیت کی پوری تاریخ اور ہسٹری (History) پڑھ جائیں، ایسی حالت کبھی بھی نہیں ہوئی کہ قوم کے سردار رعایا کے برابر آ کھڑے ہوئے ہوں۔

مکہ مکرمہ کے رئیس اور قریش کے سردار اپنے آپ کو بہت اونچے درجے کے سمجھتے تھے، اسلام سے پہلے وہاں کا یہ حال تھا کہ اگر مکہ کے صنادید اور سردار کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اور کوئی غلام وہاں سے گھوڑے پر سوار ہو کر گذرنا چاہے تو وہ وہاں سے گذر نہیں سکتا تھا، اس کو پکڑ کر نیچے گرا دیتے تھے اور مارتے تھے کہ اچھا! تمھاری اتنی ہمت ہوگئی کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور تم ہمارے پاس سے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے ہو؟ اتنی اونچ نیچ تھی۔

مسلمانوں میں اونچ نیچ کا مرض

جیسے ہمارے یہاں ہندوستان میں غیروں میں طبقات ہیں؛ برہمن اور ہریجن، ہریجن برہمنوں کے گھروں میں داخل نہیں ہو سکتے، ان کے برتن سے پانی تک نہیں پی سکتے اور ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا؛ چناں چہ جو کم درجہ لوگ بیت الخلاء صاف کرنے آتے ہیں، ان کے ساتھ ہمارے مسلمان بھائی بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔

اسلامی مساوات کی عکاسی کرنے والا ایک واقعہ

مصر سے ایک عربی استاذ دار العلوم دیوبند میں عربی سکھانے آئے تھے، ان کا نام شیخ عبد المنعم النمی تھا جو بعد میں مصر میں وزیر اوقاف بھی ہوئے تھے، وہ دیوبند میں دو سال رہے تھے اور دیوبند میں بیت الخلاء کی صفائی کے لیے بھنگی لوگ آتے ہیں، ایک ایسی ہی

عورت صفائی کے لیے آئی، ایک طالب علم ان کے یہاں خدمت کے لیے جاتا تھا، وہ اس وقت وہیں تھا، گرمی سخت تھی، اس عورت کو پیاس لگی تو اس نے پانی مانگا کہ مولوی صاحب! بہت پیاس لگی ہے، پانی پلادو، وہ طالب علم کٹورا بھر کر پانی لایا اور عورت سے کہا کہ ہاتھ آگے کرو تو اس بے چاری نے ہاتھ آگے کیے اور وہ طالب علم اس کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا اور یہ عورت پانی پینے لگی، شیخ نمیر نے یہ حال دیکھا تو بڑے ناراض ہو گئے اور فرمانے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس کو اس طرح کیوں پانی پلا رہے ہو؟ اس کو پینے کے لیے کٹورا کیوں نہیں دیتے؟ طالب علم نے کہا کہ یہ تو بھنگن ہے، شیخ نے کہا کہ کیا یہ انسان نہیں ہے؟ یہ صفائی کا کام کر رہی ہے تو وہ تمھاری نظروں سے اتنی گر گئی؟ اسلام نے تمھیں یہ سکھایا ہے؟ شیخ نمیر بہت خفا ہو گئے اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں کٹورا دو۔

یہ ہے اسلام کی اصل تعلیم! ہندوؤں کے ساتھ رہ کر ہم بھی ان ہریجنوں کو ایسا ہی نیچ سمجھتے ہیں اور اب تو وہ بات نکل گئی، اب تو ہریجن کو ہریجن بھی نہیں کہہ سکتے، ورنہ ایٹروسیٹی (Atrocity) کا کیس ہو جاتا ہے، یہ آزادی کے بعد وہاں قانون بنا ہے۔

حضرت بلالؓ اور ان کا نعرۂ مستانہ

اسلام نے مساوات کی کیسی تعلیم مسلمانوں کو دی ہے؟ سیدنا حضرت بلالؓ حبشہ کے رہنے والے تھے، بالکل کالا رنگ تھا، بڑے بڑے ہونٹ تھے اور غلامی کی زندگی گذار رہے تھے اور مسلمان ہو گئے تو ان کو ان کے آقا اتنا مارتے تھے کہ جس کی کوئی حد نہیں، پھر بھی وہ کہتے تھے: أحد، أحد، سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے دیکھا کہ ان بے چارے پر بہت ظلم ہو رہا ہے تو بہت قیمت ادا کر کے ان کو آزاد کرایا۔ (المنتظم في تاريخ الملوک والامم: ۲۹۸/۴)

حضرت عمرؓ کا مقام و مرتبہ

ایک حبشی، آزاد کردہ غلام کی مکہ کی سوسائٹی میں لوگوں کے درمیان کوئی حیثیت نہیں تھی، وہ ان کے سامنے بیٹھ نہیں سکتے تھے؛ لیکن جب وہ اسلام لے آئے تو جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ نے حضراتِ صحابہؓ کا ایسا ذہن بنایا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ جیسا جلیل القدر صحابی، قریش کا اتنا بڑا سردار، خلیفۃ المسلمین اور رسول اللہ ﷺ کے دو خاص رازدار ساتھیوں میں سے ایک، دوسرے رازدار اور خاص ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، جہاں کہیں جاتے تھے، تینوں ساتھ جاتے تھے۔

حدیثوں میں یہی آتا ہے: ”وَ كَانَ مَعه أَبُو بكرٍ و عُمَرُ“ ہر جگہ یہ تینوں حضرات ساتھ نظر آتے تھے، رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اُحُد پہاڑ پر گئے تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ساتھ تھے، پہاڑ ہلنے لگا تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسْكُنْ أُحُدُ، فليسَ عَلَيْك إلَّا نَبِيٌّ، و صِدِّيقٌ، و شَهِيدانِ، اے احد! ساکن ہو جا، کیوں کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں، حضرت عثمانؓ بھی ساتھ تھے۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر: ۳۶۹۹)

جس شخص کا اتنا بڑا درجہ تھا اور جس شخص کے بارے میں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے سرٹیفکیٹ دیا: ”لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ“ اگر اس سرزمین پر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تھا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔ (مسند امام احمد، حدیث نمبر: ۱۷۴۵۰)

حضرت عمرؓ کی نظروں میں حضرت بلال حبشیؓ کا مقام و مرتبہ

سیدنا حضرت عمرؓ کی بڑی دقیق نظر تھی، فوراً ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے

اور بہترین قسم کے منتظم (Administrator) تھے، قریش کے اتنے بڑے سرادر تھے؛ لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد نبیٔ کریم ﷺ کی تعلیم نے ان کے دل و دماغ پر یہ اثر ڈالا کہ جب کبھی سیدنا بلال حبشیؓ تشریف لاتے تھے تو ان کی زبان سے نکلتا تھا: ''أبو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وأَعْتَقَ سَيِّدَنَا. يَعْنِي بِلَالاً'' ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے ایک اور سردار بلالؓ کو آزاد کرایا۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۳۷۵۴)

اتنا اونچا مقام تھا سیدنا حضرت بلالؓ کا سیدنا عمر بن خطابؓ کی نگاہوں میں، حالاں کہ وہ تو اسلام سے پہلے ایک حبشی غلام تھے کہ مکہ کی سوسائٹی میں جن کی کوئی حیثیت نہیں تھی، ان کے بارے میں عرب اور دنیائے اسلام کا اتنا بڑا سردار کہہ رہا ہے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے ایک اور سردار بلالؓ کو آزاد کرایا۔

اور کہتے تھے کہ بلال! ذرا اپنا کرتا اٹھاؤ، میں ان زخموں کو دیکھنا چاہتا ہوں جو مکہ میں اسلام لانے کے جرم میں آپ کو گرم بالو پر لٹائے جانے کی وجہ سے آپ کی پیٹھ پر آئے تھے تو حضرت بلالؓ جب کرتا اتارتے تھے تو حضرت عمر فاروقؓ اس کو بوسہ دیتے تھے، یہ ہے وہ مساوات جسے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے پیدا فرمایا تھا۔

ہماری مسلمانی

ہم لوگ ایک وطن کے ہیں، ایک خاندان کے ہیں، ایک شہر میں رہنے والے ہیں، پھر بھی ہم آپس میں منافرت کر رہے ہیں، ہم آپس میں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہو کر زندگی گذارنا چاہتے ہیں، کسی مسئلے میں معمولی معمولی بات ہو جاتی ہے تو اپنا رخ بدل لیتے ہیں اور بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، یہ ہمارا کیسا اسلام ہے؟

ہمیں غریب لوگوں کی کوئی فکر نہیں ہے، ہم نے صرف نماز، زکوۃ اور روزے کے بارے میں حدیثیں پڑھیں؛ لیکن حدیث شریف میں جو دوسری باتیں آئی ہیں، ان پر کوئی عمل نہیں ہے۔

وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا

ایک حدیث میں محمد عربی ﷺ نے فرمایا، میں تو حیران ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا بات ارشاد فرمائی! آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَیسَ بِمُؤمِنٍ مَنْ بَاتَ شَبعَانَ وَ جَارُہ إلَی جَنبِہ جَائِعٌ وَھُوَ یَعلَمُ'' وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا کہ جو پیٹ بھر کر کھانا کھا کر سو جائے، حالاں کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے اور اسے معلوم بھی ہے کہ میرے پڑوسی کے پاس کھانا نہیں ہے۔ (مسند ابو یعلی: ۲۶۹۹)

اتنی چھوٹی حدیث ہے؛ لیکن جب میں اس کو پڑھتا اور سنتا ہوں تو میری روح تڑپ جاتی ہے۔

وہ شخص مؤمن نہیں ہے

ایک اور حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا ''وَ اللہِ لا یُؤمِنُ، وَ اللہِ لا یُؤمِنُ، وَ اللہِ لا یُؤمِنُ، قِیلَ: وَمَنْ یَا رَسُولَ اللہِ؟ قَالَ: اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَائِقَہُ'' قسم خدائے پاک کی! وہ آدمی مؤمن نہیں ہے، قسم خدائے پاک کی! وہ آدمی مؤمن نہیں ہے، قسم خدائے پاک کی! وہ آدمی مؤمن نہیں ہے، حضراتِ صحابہؓ ڈر گئے کہ رسول اللہ ﷺ اتنی تاکید کے ساتھ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ قسم خدائے پاک کی! وہ آدمی مؤمن نہیں ہے، اس لیے انھوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! کون شخص مؤمن نہیں ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہیں ہے تو وہ مؤمن نہیں ہے۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر:۶۰۱۶)

ہمارے نوجوانوں کی بے اصولی

ہمارے گھر کے اڑوس پڑوس میں چالیس گھر تک ہمارے پڑوسی ہیں، ہماری وجہ سے ہمارے کسی بھی پڑوسی کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے؛ لیکن ہمارا کیا حال ہے؟ لندن، بولٹن؛ ہر جگہ دیکھا کہ ہمارے نوجوان باہر راستوں پر کھڑے ہوتے ہیں اور زور زور سے باتیں کرتے ہیں، تراویح ختم ہونے کے بعد نوجوانوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے، انھیں بیان میں بیٹھنے کی توفیق نہیں ہوتی، اس میں وہ تھوڑی دیر میں تھک جاتے ہیں؛ لیکن باہر گھنٹوں تک کھڑے رہتے ہیں اور زور زور سے باتیں کرتے ہیں پھر انگریزوں کے فون آتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے، یہ تمھارے مسلمان لوگ اس طرح باہر کھڑے ہو کر کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

گاڑی پارک کرنے میں بے انتظامی

کبھی ایسی جگہ گاڑی پارک کر دیتے ہیں کہ دوسروں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، جلسوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ ہم ٹورنٹو میں جلسے میں گئے، وہاں ہفتہ واری جلسہ ہوتا ہے، وہاں کھانے کا انتظام بھی ہوتا ہے، طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میں عشاء کے بعد کھانا نہیں کھاتا؛ اس لیے ہم وہاں سے چل پڑے اور جب گاڑی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ہماری گاڑی نکل ہی نہیں سکتی، مسجد میں اعلان کروایا کہ فلانے نمبر کی گاڑی ہے، ذرا اس کو ہٹاؤ تو گاڑی والے مسجد میں نہیں تھے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ صاحب پیزا کھانے گئے تھے، وہ

آدھے گھنٹے کے بعد آئے، اس وقت تک ہمیں کھڑا رہنا پڑا۔ میں نے کہا: اللہ کے بندے! تم یہاں مسجد میں دین کا ایک کام کرنے کے لیے آئے ہو، دین کی باتیں سننے کے لیے آئے اور تمھارے ذہن میں اتنی بات نہیں آتی کہ تم نے گاڑی ایسی جگہ کھڑی کی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں آدھے گھنٹے تک کھڑے رہنا پڑا، یہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا ناپسند ہے۔

ہماری قوم اِن چیزوں کو دین ہی نہیں سمجھتی، ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو، اس کو ہمارے یہاں دین ہی نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت تھانویؒ اور ایذائے مسلم سے اجتناب

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور مجدد تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم سے ۹۰۰ رکتابیں لکھوائیں، ایک مرتبہ حضرت بہت بیمار ہو گئے، جیسے مرض الوفات ہو، جب کھڑے ہوتے تھے تو چکر آجاتے تھے، ایک مرتبہ رات کو اٹھے، پیشاب کا تقاضا ہوا تو حضرت نے مناسب نہیں سمجھا کہ کسی کو اٹھائیں اور کہیں کہ میرا ہاتھ پکڑ کر بیت الخلاء تک لے جائے، آہستہ آہستہ بیت الخلاء تشریف لے گئے اور استنجاء کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اتفاق سے حضرت کو چکر آگئے اور گر گئے اور لوٹا ہاتھ سے گر گیا اور کسی اور طرف چلا گیا اور اس کی طرف حضرت کا دھیان نہیں گیا تو کسی طرح آہستہ آہستہ چل کر حجرے میں آئے اور بستر پر لیٹے۔

بستر پر لیٹنے کے بعد حضرت کو خیال آیا کہ لوٹا میرے ہاتھ سے گر گیا تھا اور وہ اس کی جگہ پر نہیں ہے، وہ کہیں دور جا کر گرا ہے، اب کوئی شخص اٹھ کر استنجاء کے لیے وہاں

جائے گا تو لوٹا وہاں نہ پا کر اس کو بڑی پریشانی ہوگی، اس سخت بیماری کی حالت میں حضرت پھر اٹھے اور آہستہ آہستہ وہاں گئے، لوٹا ڈھونڈا اور اس کو اس کی جگہ پر رکھا، آج مسلمان کو اس کا بالکل خیال نہیں ہے۔

ایذا رسانی کی ایک صورت

آج صبح ہم یہاں باٹلی آنے والے تھے اور ساڑھے گیارہ بجے ہمیں مولانا کو جامعہ زکریا سے لینا تھا، مولانا اپنے کمرے سے باہر آئے اور اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں، ان کی چپل کہیں نظر نہیں آرہی ہیں، ہم اِدھر موٹر میں انتظار کر رہے ہیں کہ بہت دیر ہوگئی، ابھی مولانا باہر کیوں نہیں نکل رہے ہیں پھر ہمارے ساتھی باہر آئے اور اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے، میں نے پوچھا کہ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ مولانا کی چپل کہیں نہیں مل رہی ہیں اور اِدھر دو یمنی تھے، وہ چپل پہن کر باہر بیٹھ گئے تھے، یہ ابھی آج گیارہ بجے کی بات کر رہا ہوں، اتنی دیر مولانا کو پریشان رہنا پڑا کہ چپل کہاں گئیں؟ کون لے گیا؟ ان کو اتنا بھی خیال نہیں آیا کہ جن کی چپل پہن کر ہم باہر جا رہے ہیں انھیں تکلیف ہوگی، یہ سخت گناہ کی بات ہے، کسی مسلمان کو ہماری ذات سے بالکل بھی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔

مسلمان؛ اہل دنیا کے لیے رحمت

میرے دوستو! نمازیں پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، تلاوت کرو؛ لیکن ان حدیثوں کو بھی دیکھو۔ ہماری زندگی کا رُخ ایسا ہونا چاہیے کہ ہماری ذات سے نہ ہمارے کسی مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچے اور نہ کسی غیر مسلم کو تکلیف پہنچے۔ مسلمان کی ذات تو اہل دنیا کے لیے ایک رحمت ہے، مسلمانوں کی زندگی پوری دنیا کے لیے ایک نعمت ہے اور اس کے

برخلاف آج دنیا بھر میں یہ کہا جارہا ہے کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ دہشت پسند کوئی قوم ہے تو وہ مسلمان ہے۔

اپنی بگڑی ہوئی تصویر صحیح کرنے کی کوشش کریں

ہماری بگڑی ہوئی اس تصویر کو سنوارنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کے ذہن بنائیں اور ان کو سکھائیں کہ تمھارے کسی عمل، کسی گفتگو اور چال چلن سے کسی بھی انسان کو یہ میسج نہیں جانا چاہیے کہ یہ طوفانی قوم ہے، یہ غیر مہذب لوگ ہیں، مسلمان بچے مسجدوں میں آتے ہیں تو کیسی کیسی حرکتیں کرتے ہیں۔اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

خود کو اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

میں نے شروع میں آپ حضرات کے سامنے ایک آیت پڑھی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔(سورۃ التحریم:٦)

ماں باپ کا یہ فریضہ ہے کہ اپنے بچوں کی شروع ہی سے یہ ذہنی پرورش کرے کہ ایک مسلمان کو دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے، مجلس میں کس طرح بیٹھنا چاہیے، کسی بڑے کے ساتھ کس طرح بات چیت کرنی چاہیے، بچوں کو بار بار یہ باتیں سکھائی جائیں۔

بچوں کی صحیح تربیت کا حضور ﷺ کا اہتمام

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت اپنے ساتھ کھانا

کھلاتے ہوئے بھی کی ہے، حضرت عمر بن ابی سلمہؓ ابھی چھوٹے بچے ہیں، کھانا کھا رہے ہیں تو اِدھر اُدھر ہاتھ مار رہے ہیں تو ان کی تربیت کرتے ہوئے نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''سَمِّ اللّٰہَ'' دیکھ بیٹا! کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھو ''وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ'' اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ، ''وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ'' اپنے سامنے سے کھاؤ۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کہ خوانچے میں ہر جگہ ہاتھ گھماتے پھرو۔ یہ ایسی تربیت تھی کہ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طریقے پر کھانے لگا۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۳۷۶)

آداب سے ناواقف بڑے بڑے لوگ

آج کل ماں باپ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانے پر بھی آمادہ نہیں ہیں اور جب اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا نہیں کھلائیں گے تو کھانے کے آداب انھیں کیسے معلوم ہوں گے؟ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا ہے، کیوں کہ ہمیں تو کئی مجلسوں میں جانا ہوتا ہے تو جنھیں لوگ بڑے تعلیم یافتہ کہتے ہیں، میں نے انھیں بھی دیکھا ہے کہ انھیں کھانے کا سلیقہ نہیں ہے، حالاں کہ اسلام تو سلیقہ مندی سکھاتا ہے، لوگوں نے ابھی اسلام کو سمجھا ہی نہیں ہے۔

حضرت مسیح الامتؒ کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ ہم جلال آباد مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحبؒ کے پاس گئے ہوئے تھے- اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی قبر کو نور سے بھر دے- حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب! شام کو کھانا ہمارے گھر پر کھا لیجیے، ہم نے کہا کہ بہت اچھا ہے، مظفر نگر سے کچھ اور مہمان بھی آئے ہوئے تھے، ان سے بھی حضرت نے فرمایا کہ شام کو کھانا ہمارے

یہاں کھالینا، جب مغرب کی نماز ہوگئی تو میں انتظار کر رہا تھا کہ حضرت جب نماز سے فارغ ہوکر جوتے پہنیں گے تو میں حضرت کے ساتھ چلوں گا؛ کیوں کہ ہمیں معلوم تھا کہ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحبؒ کے کیا آداب اور اصول ہیں، ہم نے بار بار سنا تھا؛ اس لیے جب حضرت باہر نکلے تو ہم ساتھ ساتھ چلنے لگے، جیسے ہی ہم حضرت کی مسجد سے نیچے اترے تو جو جلال آباد گئے ہیں انھیں معلوم ہے کہ وہاں ایک درخت ہے، حضرت وہاں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ بھائی! وہ مظفر نگر والے مہمان نظر نہیں آرہے ہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ حضرت! وہ نفل پڑھ رہے ہیں، پھر صدر گیٹ کے پاس پہنچے تو پھر حضرت کہنے لگے کہ بھائی! ہمارے وہ مظفر نگر والے مہمان آگئے؟ جواب دیا کہ حضرت! ابھی نظر نہیں آرہے ہیں پھر حضرت اندر احاطے میں تشریف لے گئے، حضرت کے گھر کا احاطہ بڑا تھا اور جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے تو پھر حضرت نے پوچھا کہ بھائی! وہ آگئے تو جواب ملا کہ حضرت! ابھی وہ نظر نہیں آرہے ہیں تو حضرتؒ نے میری طرف دیکھ کر یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ مولانا! لوگ اِن کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں، بس اتنا جملہ کہا۔

حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحبؒ کے یہاں غصہ کبھی نہیں ہوتا تھا، وہ فرماتے تھے کہ غصہ نہ کرو بھائی! غصہ اتنی خراب چیز ہے کہ مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے کہیں راستے میں مل جائے تو میں اس کو ذبح کر ڈالوں۔

بہر حال! حضرتؒ غصہ تو نہیں فرماتے تھے؛ لیکن حضرت نے اتنا جملہ ضرور کہا کہ لوگ ان کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ حضرت کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ آدمی تعلیم یافتہ ہوتا تو اس کو یہ بات سمجھنی چاہیے تھی کہ اتنے سارے لوگ میرے انتظار میں کھڑے ہیں اور وہ میری

وجہ سے تکلیف میں ہوں گے، اتنی بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی؟ یہ کیسا علم ہے؟

علمے کہ راہِ حق نہ نماید، جہالتے ست

ایک آدمی علم حاصل کرتا ہے، اس کے باوجود اس کو دوسرے آدمی کی تکلیف کا ذرا بھی خیال نہ ہو تو وہ علم کس کام کا! صحیح علم وہی ہے جو انسان کو حق سمجھائے، اللہ تعالیٰ کی معرفت پیدا کرے، سچائی کا راستہ بتائے، وہ علم صحیح معنی میں علم ہے، فارسی زبان میں کہتے ہیں: ''علمے کہ راہِ حق نہ نماید، جہالتے ست'' جو علم سچائی کا راستہ نہیں بتاتا، اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچاتا، وہ علم نہیں ہے، وہ جہالت ہے۔

اپنے بچوں کو علومِ عصریہ کے ساتھ علومِ دین بھی سکھاؤ

ہم ہر جگہ لوگوں سے ایک بات عرض کرتے ہیں، ہمارے یہاں ایجوکیشن سوسائٹی کے جلسوں میں ہم کہتے ہیں کہ علمائے کرام اس علم جدید کے مخالف نہیں ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ اپنے بچوں کو سائنس مت سکھاؤ اور ساری دنیا کے لڑکوں کو مولوی ہی بناؤ۔ ایسا کوئی مولوی نہیں کہتا، ایسا نہ ہوتا ہے اور نہ ہو سکے گا، ورنہ دنیا کا کام نہیں چلے گا، ہماری دعوت یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو علم دین بھی سکھاؤ اور علم دنیا بھی سکھاؤ، ان کو سائنس بھی سکھاؤ؛ لیکن ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات بھی سکھاؤ۔ مسلمان کے تعلیمی ادارے ایسے ہونے چاہئیں کہ مسلمان کا بچہ علوم عصریہ اور ایجوکیشن بھی حاصل کرے؛ لیکن ساتھ ساتھ اپنے دین کا علم بھی حاصل کرے۔

ایک ڈاکٹر ہے تو مسلمان ڈاکٹر ہونا چاہیے، ایک سائنٹس ہے تو مسلمان سائنٹس ہونا چاہیے، اس کو اسلام ہر چیز سے زیادہ محبوب ہونا چاہیے۔ محمد عربی ﷺ ہمارے قائد اور

ہمارے رسول ہیں، ہمارے لیے زندگی گذارنے کا نمونہ ہیں، ہم جس شعبے میں بھی جائیں، جو تعلیم بھی حاصل کریں، ہمارے سامنے بطورِ نمونہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہونی چاہیے۔

حضراتِ صحابہؓ کیوں سربلند تھے؟

اگر مسلمان اس طریقے سے زندگی گذاریں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس سرزمین کے اوپر سب سے اعلیٰ اور بالا رکھیں گے۔ حضراتِ صحابہؓ کو اسی لیے سربلندی حاصل ہوئی تھی کہ انھوں نے علم کے ساتھ اخلاق اور خدمتِ خلق کا جذبہ بھی اپنے اندر پیدا کیا تھا۔

تعمیرِ مساجد کی ایک اہم غرض

آج ہمارے قلوب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے نہیں ہیں، ٹوٹے ہوئے ہیں، ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو عشقِ معیت کے لیے بنائی گئی تھی، یہ مسجد اس لیے بنائی گئی تھی کہ امت میں جوڑ پیدا ہو، امیر، غریب سب ایک صف میں کھڑے ہو جائیں، ایک دوسرے کی نگرانی کریں، اگر ایک مصلی دو دن نظر نہیں آتا تو دوسرے مصلی اس پر غور کریں کہ فلاں بھائی روزانہ پابندی سے آتے ہیں، ایک دو دن سے نظر نہیں آرہے ہیں، کیا بات ہے؟ کیا کہیں سفر میں گئے ہیں؟ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ تو بیمار ہیں تو اب وہ اس کے گھر پر عیادت کے لیے جائیں گے اور بیمار پرسی کریں گے کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ کیا ہم آپ کی کوئی خدمت کر سکتے ہیں؟ اس طرح مسلمانوں کے آپسی تعلقات استوار ہوں گے۔

ہم نے مسجدوں کو باہمی توڑ کا ذریعہ بنالیا ہے

اور اس وقت ہم نے اپنی اِن مسجدوں کو جوڑ کے بجائے توڑ کا ذریعہ بنالیا ہے۔

کینیڈا میں ایک میٹنگ میں مجھے بلایا گیا کہ مولوی صاحب! مسجد کی کمیٹی کی میٹنگ ہے، آپ بھی آئیں، میں شریک ہوا تو دیکھا کہ ایک شور مچا ہوا ہے، کوئی اِدھر سے بول رہا ہے، کوئی اُدھر سے بول رہا ہے، میں نے کہا کہ بھائی! بات کرنے کا یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے، ہر ایک آدمی کو اپنی بات رکھنے کا حق ہے؛ لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک آدمی بات کرے، وہ اپنی بات پوری کرلے تو دوسرا آدمی اپنی بات رکھے۔

ہمارے نوجوانوں کو یہ ادب بھی معلوم نہیں ہے کہ اِس طرح کی مجلسوں میں بات کرنے اور رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟ اتنی موٹی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور زور زور سے بول رہے ہیں۔

کچھ لوگ موجودہ صدر کی مخالفت کر رہے تھے کہ یہ نہیں، ان کی جگہ دوسرا آدمی ہونا چاہیے، میں نے آہستہ سے ان سے پوچھا کہ میرے بھائی! ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ کیا انھوں نے مسجد کے پیسے کھائے ہیں؟ کچھ ایسا الزام ہے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ انھوں نے اس مسجد کا کوئی نقصان کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ مسجد کا کوئی نقصان بھی نہیں کیا ہے تو میں نے کہا کہ پھر آپ ان کو بدلنے کا مطالبہ کیوں کر رہے ہیں؟ یہ ذرا مجھے سمجھاؤ، انھوں نے کہا کہ آٹھ سال سے اس کرسی پر بیٹھے ہیں تو کیا یہی اکیلے اس عہدے پر جمے رہیں گے؟

سارے فسادات کی جڑ؛ حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال

یہ ہے بیماری جس کو حکیم الامت حضرت تھانویؒ بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ انسانوں کی سب سے بڑی بیماریاں دو ہیں: حب جاہ اور حب مال یعنی کرسی کی محبت

اور پیسے کی محبت، دنیا کی ساری خرابیوں اور سارے جھگڑے فساد کی جڑ میں یہی دو چیزیں بیٹھی ہوئی ہیں۔

ایک لطیفہ

ہمارے یہاں ہندوستان میں صوبہ بہار کا ایک ہندو لیڈر رہے اور بڑا مذاقی ہے، وہ الیکشن کے زمانے میں ہمارے یہاں انگلیشور آیا اور ہیلی کاپٹر سے اترا تو کرسی بھی ساتھ تھی، کسی نے اس سے پوچھا کہ منتری جی! آپ یہ کرسی ساتھ لے کر کیوں آئے ہیں، یہاں تو بہت سی کرسیاں ہیں؟ اس نے اس کرسی پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا کہ تمھیں معلوم نہیں! اسی کی تو ساری مارا ماری ہے۔

مؤمن کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے

کرسی کی محبت نے امت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے، اس نے ہمیں غارت کر رکھا ہے، مؤمن تو وہ ہوتا ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرتا ہے، چاہے وہ صدر ہو، چاہے وہ سیکریٹری ہو یا کچھ بھی ہو۔

اللہ کی تلوار؛ حضرت خالد بن ولیدؓ

اللہ کے رسول ﷺ نے حضراتِ صحابہؓ کی ایسی جماعت تیار بھی کر دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں آپ نے سنا کہ وہ اسلامی فوج کے بہت بڑے جنرل تھے، جنگ اور لڑائی کے فن میں ان کو بڑی مہارت حاصل تھی، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا: ”خَالِدُ بنُ الوَلِيْدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ“ خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی شریف، حدیث نمبر: ۳۸۴۶)

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کسی کے بارے میں یہ ارشاد فرمادیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

موت کے وقت حضرت خالدؓ بن ولید کی ایک حسرت

حضرت صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت میں فوج کے سپہ سالار تھے اور کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کررہے تھے اور ہمیشہ ہی بڑی بے جگری سے لڑتے تھے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ خالد کو یہ پسند نہیں ہے کہ اس کی موت بستر پر مریضوں کی طرح ہو، وہ تو میدانِ جنگ میں لہولہان ہوکر موت کو گلے لگانا چاہتا ہے، اتفاق سے ان کی وفات بستر پر ہونے لگی تو فرمانے لگے کہ مجھے اس کا کوئی صدمہ نہیں ہے کہ میں مر رہا ہوں؛ لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ میں بستر پر مر رہا ہوں۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۲/۴۳۰)

حضرت خالدؓ کی معزولی اور اس کی وجہ

لیکن جب حضرت صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوا اور لوگوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضرت عمرؓ کی نظر بڑی گہری تھی، انھوں نے دیکھا کہ لوگوں کا اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہٹ کر اب خالد کی طرف ہوگیا ہے اور یہ سمجھنے لگے ہیں کہ جس لڑائی میں خالد ہوں، اس میں فتح یقینی ہے، اس میں شکست ممکن ہی نہیں اور یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی، توحید کے خلاف چیز تھی اور حضراتِ صحابہؓ توحید کے خلاف ذرا سی بھی کوئی بات برداشت نہیں کرتے تھے تو حضرت عمرؓ نے فوراً یہ حکم بھیجا کہ میں خالد کو سپہ سالاری سے معزول کرکے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سپہ سالار بناتا ہوں۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس سیدنا حضرت عمرؓ کا وہ پرچہ پہنچا تو انھوں نے اس عہدے سے فوراً دست برداری اختیار کرلی اور

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو لشکر کی کمان سونپ دی۔

میں اللہ تعالیٰ کے لیے لڑتا تھا، عمرؓ کے لیے نہیں

کسی نے ان سے کہا کہ آپ اتنی محنت اور بے جگری کے ساتھ اسلامی لشکر کی کمان سنبھالے ہوئے تھے اور جب کامیابیاں لشکر کے قدم چوم رہی ہیں، اس وقت حضرت عمرؓ نے آپ کو معزول کر دیا؛ لیکن آپ کی طبیعت پر اس کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا، اب بھی آپ اسی طرح برابر لڑ رہے ہیں؟ تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے لڑتا تھا، عمر کے لیے نہیں، میری تلوار عمر کے لیے نہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے چلتی تھی۔

جھگڑے فساد سے بچنے کا بہترین علاج

بس حضرت خالد بن ولیدؓ والا جذبہ ہماری قوم میں پیدا ہو جائے، اس کی کوشش کرنی ہے کہ ہم جو کام کریں، اللہ تعالیٰ کے لیے کریں تو سارے جھگڑے مٹ جائیں گے، آپ کو کہیں کہ یہ مسجد کا کام ہے، یہ قوم کا کام ہے، آپ کر دیجیے تو کر دیں اور کہیں کہ میرا نام نہ آئے، میں تو اِس کام سے محض اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ ہر آدمی اگر اِس طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کام کرے گا تو پھر جھگڑے کا کوئی سوال ہی نہیں آئے گا۔

سارے جھگڑوں کی جڑ

لڑائی جھگڑے سے بچنے کا سب سے آسان علاج یہ ہے کہ ہم کسی عہدے اور منصب کی تمنا ہی نہ کریں، جب مجھے عہدہ ہی نہیں چاہیے تو میں کسی سے کیوں لڑوں گا۔ یہ لڑائی کیوں ہوتی ہے؟ الیکشنوں میں آپ منتریوں کو لڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ اسی پر تو لڑتے ہیں

کہ مجھے فلاں عہدہ چاہیے اور مجھے فلاں منصب چاہیے۔

اسی طرح یہ منتری لوگ الیکشن کے وقت آپ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ مجھے ووٹ (Vote) دیں۔ارے بھائی کیوں دیں؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں آپ کا فلاں کام کروں گا، آپ کا فلاں کام کروں گا اور آپ کے فلاں منتری میں تو یہ یہ خرابیاں ہیں، وہ تمھارے پیسے کھا جائے گا تو اس میں جو خرابیاں نہیں ہیں، وہ بھی بتائے گا؛ کیوں کہ اس کو کامیاب ہونا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس دوسرے منتری کو گرائے؛ لیکن اگر مجھے کسی عہدے، منصب کی تمنا ہی نہیں ہے تو لوگ اگر میرے گھر میں آ آ کر کہیں کہ آپ کو الیکشن میں کھڑا ہونا ہے تو میں صاف منع کر دوں گا۔

دنیائے وزراء کی ایک عجیب وغریب شخصیت

ہمارے ہندوستان میں صرف ایک شخص تھے مولانا ابوالکلام آزادؒ، وہ الیکشن کے زمانے میں تقریر کرنے یا ووٹ مانگنے کے لیے کبھی نہیں گئے، وہ کہتے تھے کہ اگر لوگوں کو مجھ پر اعتماد ہے تو میرا انتخاب کریں گے، ورنہ مجھے ووٹ مانگنے کے لیے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کبھی آپ ووٹ مانگنے کے لیے نہیں گئے، وہ تو بہت بڑی شخصیت کے حامل تھے۔

تو بیمار کبھی اچھا نہیں ہوسکتا

اپنے دلوں کو ٹٹولو، ہمارے دلوں میں میل آ گیا ہے اور یہ بات ہمیں قبول کر لینی چاہیے۔اگر کوئی بیمار ہے اور وہ اپنی بیماری کو قبول نہیں کرتا تو وہ کبھی اچھا نہیں ہوسکتا، میں بیمار ہوں اور دل کو سمجھاؤں کہ میں تو بہت تن درست ہوں تو میں علاج ہی نہیں کراؤں گا تو

اچھا بھی نہیں ہوں گا۔

ہماری عبادتیں کیوں مؤثر نہیں؟

ہم اچھی اچھی چیزیں کھارہے ہیں،میری مراد روحانی غذا ہے یعنی ہم نمازیں پڑھ رہے ہیں،تلاوت کررہے ہیں،روزے رکھتے ہیں، دعاؤں میں خوب مشغول رہتے ہیں؛لیکن ساتھ میں دلوں میں میل بھی بھرا ہوا ہے تو یہ اچھی غذا ہمیں کوئی فائدہ دینے والی نہیں ہے۔

ایک تاجر کی دھوکہ دہی کا واقعہ

ہمارے یہاں ایک آدمی آئے تھے جو چٹائیاں وغیرہ بناتے تھے،میں نے ان کو آرڈر دیا اور میں نے پیشگی پیسے دے دیے،اب چھ مہینے ہو گئے؛لیکن انھوں نے مال بھیجا ہی نہیں اور وہ جماعت میں آئے تھے،ماشاءاللہ! ڈاڑھی بھی بہت شان دار تھی،میں نے ان کی شرعی شکل دیکھی اور سوچا کہ دعوت وتبلیغ کی لائن کے آدمی ہیں تو وعدہ ضرور پورا کریں گے اور اچھی چیز بھیجیں گے؛لیکن چھ سات مہینے تک مال ہی نہیں آیا پھر آیا تو کئی دنوں تک ممبئی باندرا اسٹیشن پر پڑا رہا اور وہ بارش کا زمانہ تھا تو وہ مال بھی خراب ہوگیا۔جب وہ مدرسہ میں پہنچا ہے تو ملازمین نے پارسل کھولا اور چٹائی کو ہاتھ میں لے کر کھولا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے،اس سے مجھے بڑا صدمہ ہوا کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ مدرسے کی چیز تھی اور پیسے بھی پیشگی لے لیے اور ایسا معاملہ کیا۔

اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ بھروچ ضلع کے ایک گاؤں میں حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ کا بیان تھا،ہم حضرت کا بیان سننے کے لیے گئے تو وہ صاحب بھی آئے ہوئے

تھے جن کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تھا، میں جہاں بیٹھا ہوا تھا، وہ اس سے تین چار صف آگے تھے، میری نظر اُن پر پڑی، جب حضرت مولانا عمر صاحبؒ کی دعا ہوئی تو وہ دعا میں اتنے رو رہے تھے، اتنے رو رہے تھے کہ کوئی حد نہیں، میں ان کو دیکھتا رہا، جب دعا سے فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا اور اُن کے پاس گیا اور کہا کہ آپ دعا میں تو بہت روئے؛ لیکن آپ نے مدرسے کا جو نقصان کیا، اس کا آپ کو کچھ احساس ہے؟ آپ اس بات کو سمجھ رہے ہیں؟

حقوق العباد کی اہمیت

ہمارے سماج اور معاشرے میں بہت سی چیزیں ایسی آگئی ہیں کہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں کہ بہت دین دار ہیں؛ لیکن معاملات اس طرح کے کرتے ہیں، حالاں کہ حقوق العباد کی بہت بڑی اہمیت ہے، اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا نہیں کرتا اور وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ، معافی کرلے تو اللہ تعالیٰ معاف بھی کردیں گے؛ لیکن انسانوں کے حقوق کو ضائع کرتا ہے، وہ توبہ سے معاف تھوڑے ہی ہوں گے، جب تک کہ خود اس بندے سے اس کی معافی تلافی نہ کرلے۔

اور اس کا ہمارے یہاں آج کل بالکل ہی خیال نہیں کیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ہم سے تکلیف نہ ہو، ہم ان کو راحت پہنچائے اور ان کی راحت رسانی کے لیے ہم اپنی جان اور مال کو قربان کریں، اپنے آپ کو ہم مٹانے کی کوشش کریں، ہمارا یہ ذہن ہی نہیں بن رہا ہے اور یہ ذہن نہ بننے ہی کی وجہ سے یہ ساری خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

اہل برطانیہ کے لیے لمحۂ فکریہ

ہمارے نوجوان ہمارے ہاتھوں سے نکلتے جارہے ہیں، میں تو یہاں برطانیہ

بار بار آتا ہوں، میرا یہ اٹھارہواں سفر ہے اور میں یہاں کے حالات سے واقف ہوں۔ ایک مرتبہ ہماری بات چیت ہو رہی تھی تو اس میں یہ بات آئی کہ جیل سے جو رپورٹ آئی ہے، اس کے مطابق جو نوجوان اِس وقت برطانیہ کی جیل میں ہیں، اُن میں تقریباً ۱۵/فی صد مسلمان نوجوان ہیں، یہ بڑے دکھ، صدمے اور افسوس کی بات ہے۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

یہ امت مسلمہ ہے کہ جو دنیا میں دوسری اقوام کے لیے نمونہ بن کر آئی تھی، جس کو دیکھ کر دنیا والوں کو راستہ ملتا تھا، اس کی حالت ایسی ابتر ہو چکی ہے کہ اس کے ۱۵/ فی صد نوجوان شراب نوشی اور ڈرگز (Drugs) لینے کی وجہ سے جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں اور ہم بے فکر ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔

حالاں کہ ہمارے معاشرے میں تعلیم یافتہ لوگ بھی موجود ہیں، یہاں باٹلی میں وکیل ہیں، ڈاکٹر ہیں اور دوسرے بھی تعلیم یافتہ لوگ ہیں، ان کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے کہ ہمارے بچے جو غلط راستوں پر پڑ چکے ہیں، ہم ان کو واپس صحیح راستے پر کیسے لائیں، ان کو ہم کس انداز سے سمجھائیں، کس طریقے سے تعلیم دیں، چھٹیوں میں ہم ان کے لیے کیسے پروگرام ترتیب دیں۔

اپنے جوانوں کی تربیت کے پیچھے غیر قوم کی محنتیں

دوسری قومیں اپنے نوجوانوں کی تربیت کے لیے کیسی کیسی محنتیں کرتی ہیں، جب ان کی چھٹیاں ہوتی ہیں تو ایسے لوگوں کو مختلف جگہوں پر لے جاتے ہیں، سمندر کے کنارے یا کہیں اور لے جاتے ہیں اور پھر ان کی ذہنی تربیت کرتے ہیں، سمجھاتے ہیں۔

میں ایک مرتبہ صبح کے وقت اپنے گاؤں سے نکلا، موٹر میں جارہا تھا، راستے میں مَیں نے انکلیشور کے باہر ایک اسکول دیکھا، ساڑھے سات بجے تھے، میں نے دیکھا کہ آرایس ایس (RSS) کے نوجوان بچے، پندرہ، سولہ، سترہ سال کی عمر کے لائن میں کھڑے ہیں اور بڑے منظّم انداز میں کھڑے ہیں کہ جدھر سے دیکھو، ایک ہی لائن نظر آتی ہے اور وہ سب ورزش کررہے ہیں۔

آرایس ایس ہندوستان میں ایک جماعت ہے: راشٹریہ سیوک سنگھ، اس کا مخفف آرایس ایس (RSS) ہے، یہ جماعت مسلمانوں کی شدید مخالف ہے۔

ہمارے نوجوانوں کی خرمستیاں

میں نے دیکھا کہ صبح ساڑھے سات بجے سے وہ میدان میں ورزش کررہے ہیں، جب رات کو میں گھر آیا تو نوجوانوں سے میں نے کہا کہ تم رات بھر ٹیلی ویژن پر بیٹھ کر صبح دس بجے تک اپنے بستروں میں پڑے رہتے ہو اور تمھاری مخالف تنظیم کے لوگ صبح سویرے اٹھ کر ورزش کررہے ہیں، تمھاری آنکھیں اب بھی نہیں کھل رہی ہیں کہ دیکھو کہ دنیا میں تمھارے خلاف کیا کچھ ہورہا ہے۔

تم خوابوں کی کس وادی میں بھٹک رہے ہو؟ تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ یہ لوگ ہمارے خلاف کس کس طرح کے ہتھیار استعمال کررہے ہیں، کس کس نوعیت کی محنتیں اور تیاریاں کررہے ہیں؟ اور آپ لوگوں کے پاس تو اتنی لکڑیاں بھی نہیں ہیں کہ اگر کوئی گروہ آپ پر حملہ کردے تو ان لکڑیوں سے آپ اپنا دفاع کرسکیں۔

دشمن سے مقابلے کے لیے تیاری کا قرآنی حکم

حالاں کہ قرآنِ کریم نے ہمیں حکم دیا ہے: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ [الأنفال:٦٠] دشمن سے مقابلہ کے لیے جس قسم کے ہتھیاروں کی بھی ضرورت پڑے، اس کی تیاری کرو۔ قرآن نے تو ہمیں یہ حکم دیا ہے؛ لیکن ہم نے اس آیت کو بھلا دیا۔

آیتوں کا مطلب سمجھے بغیر ہی ہم قرآن پڑھتے جاتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں کہ آج میرے پانچ قرآن ختم ہو گئے، کوئی کہتا ہے کہ میں نے اس رمضان میں دس قرآن ختم کر لیے، یہ بہت اچھی بات ہے کہ آپ نے اتنے قرآنِ پاک ختم کر لیے؛ لیکن ان دس ختم کے دوران آپ قرآن کو کتنا سمجھے ہیں؟ جب دس مرتبہ پڑھ لیا تو اس کے سامنے یہ آیت دس مرتبہ نہیں آئی ہوگی؟ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ اور ہمارے مخالفین کو دیکھیے کہ کتنی تیاریاں کر رہے ہیں۔

دنیا ہمارے خلاف تیاریاں کر رہی ہے اور ہم بس باتوں میں لگے ہوئے ہیں، ہم بس مجلس بازیوں سے اوپر نہیں آتے۔

نوجوان نسل کو تباہی سے بچانے کی فکر کیجیے

ضرورت ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کا خیال رکھیں، ان پر توجہ رکھیں، ان کی کمیٹیاں بنائیں، نوجوانوں کی انجمنیں قائم کریں، ان کے ساتھ بیٹھیں، ان کے ساتھ گفتگو کریں۔ یہ نہیں کہ یہ نوجوان لوگ ہیں، بے تکے قسم کے ہیں، ان سے کیا بات کریں؟ نہیں! ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنی پڑے گی، ان کو سمجھانا پڑے گا، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے

ہوئے دوستانہ ماحول بنانا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ ہم مؤمن ہیں اور ایک مؤمن کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔

یہ علماء کا بھی فریضہ ہے، اگر علماء نمازوں میں امامت کر کے اور دو گھنٹے مدرسہ پڑھا کر سو جاتے ہیں تو یہ بہت بڑی غلطی کرتے ہیں، قوم کے بچوں کی فکر کرنا اور ان کو گھیر گھار کر مسجد لانا ہمارا فریضہ ہے۔

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو

اسی طرح وہ لوگ جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں، وہ بھی غافل نہیں رہ سکتے، ان کو بھی اپنی قوم کی حالت پر نظر ڈالنے اور فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ میری قوم کہاں جا رہی ہے؟ اکبر الہ آبادی کا شعر آپ نے کتنی مرتبہ سنا ہے، ہم تو نقشے میں دیکھتے ہیں کہ بالٹی میں اتنے مسلمان ہیں اور ۱۸۰ ممالک میں اور اتنی مسجدیں ہیں، اکبر الہ آبادی کہتا ہے۔

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو

کیا چیز جی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے

ارے بھائی! ذرا لوگوں کے بیچ میں جا کر دیکھو تو پتہ چلے گا کہ ہمارا سماج کھوکھلا ہو گیا ہے، اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں کی مالی ابتر حالت

قوم بھوکے مر رہی ہے، قوم کے بچوں کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے سورت میں اجتماعی نکاح ہوئے تھے، مولانا فیاض صاحب لاتوری محنت کرتے ہیں، انھوں نے مجھے بلایا اور بتایا کہ ۱۲۵ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح کا ہم نے یہاں پروگرام

بنایا ہے اور بتایا کہ گذشتہ سال جو نکاح کی مجلس ہوئی تھی تو کچھ بچیاں ایسی آئیں کہ نکاح کے دن بھی پہننے کے لیے ان کے پاس ایک جوڑی نئے کپڑے نہیں تھے اور یہاں برطانیہ میں ہماری عورتوں کے پاس پچیس پچیس، تیس تیس جوڑے لٹکے ہوئے ہیں، ایک مرتبہ پہنا اور دوسری مرتبہ میں کہیں گی کہ اسے تو فلانے کی شادی میں پہن چکے ہیں، اب اسے نہیں پہننا ہے اور ان بے چاری لڑکیوں کے پاس شادی کے دن پہننے کے لیے بھی ایک جوڑا نہیں ہے۔

بچیاں بیچی جارہی ہیں

قوم کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ہماری امت کس حالت میں زندگی گذار رہی ہے، بچیوں کو بیچ رہے ہیں۔ مولانا عبید الدین صاحب آسام کے بڑے عالم ہیں اور وہاں کے فعّال اور متحرک عالم ہیں، وہ مجھ سے مکہ مکرمہ میں کہہ رہے تھے کہ مولانا! آپ یقین نہیں کریں گے کہ کچھ لوگ آسام میں اپنی بچیوں کو پانچ سو پانچ سو روپئے میں فروخت کررہے ہیں، بڑے افسوس کا مقام ہے۔

جس قوم کی بچیوں کی یہ حالت ہو کہ پانچ سو پانچ سو روپئے میں بک رہی ہوں، پہننے کے لیے ان کے پاس ایک جوڑا کپڑا نہ ہو اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں، یہ ایمان نہیں ہے، جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ والا اسلام نہیں ہے، بس یہ ظاہری نقشہ ہے جو ہم نے اوڑھ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔

تعلیماتِ نبویہ میں ہر مسئلے کا حل

اپنے معاشرے کی فکر کرو اور رسول اللہ ﷺ کی ہر تعلیم کو غور سے دیکھو! اللہ

کے نبی ﷺ نے تو ہمیں ایسی ایسی باتیں بتائی ہیں کہ اس وقت کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اس کو دیکھ کر حیران ہیں۔

علامہ یوسف قرضاویؒ نے ایک بات لکھی ہے کہ میرے پاس کچھ پروفیسر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ موجودہ دور کے مشکل مسائل کا حل رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں پہلے سے موجود ہے، انھوں نے پوچھا کہ اس کی مثال کیا ہے؟ تو علامہ یوسف قرضاویؒ نے بتایا کہ اس وقت پولیوشن (pollution) کا مسئلہ پورے عالم میں ایک دردِ سر بنا ہوا ہے یعنی دنیا بھر کی فضا آلودہ اور خراب ہو چکی ہے اور آپ ﷺ نے اس کا حل پہلے سے بتادیا ہے، چناں چہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''لعنت ہے اس شخص پر جو کسی درخت کے نیچے پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے۔'' (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۶۹) نیز ارشاد فرمایا: ''لعنت ہے اس شخص پر جو پانی کے کنارے پر پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے۔'' (ابوداود شریف، حدیث نمبر: ۲۶)

علامہ یوسف قرضاویؒ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یہ پولیوشن سے بچانے کا ہی تو علاج ہے، وہ تو یہ سن کر پھڑک گئے کہ حدیث میں ایسی ساری چیزیں بھی ہیں؟ ہم تو صرف فضائل کی چیزیں سنتے اور پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس سارا دین یہی ہے، حالاں کہ دین یہ بھی ہے ہمارے نبی ﷺ نے یہ بھی سکھلایا ہے کہ آپ کو پیشاب کہاں کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے، ہمیں بتایا گیا کہ بیٹھ کر پیشاب کرو۔

بار بار وضو کا دنیوی فائدہ

ابھی دو چار دن پہلے میں ایک ہسپتال میں گیا تو وہاں ایک بورڈ پر لکھا ہوا تھا کہ اگر آپ دن میں اتنی مرتبہ ہاتھ دھوئیں گے تو آپ بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں گے، چوں کہ

میں انگریزی نہیں جانتا؛اس لیے میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ بورڈ پر کیا لکھا ہے تو اس نے بتایا کہ یہ لکھا ہوا ہے۔اللہ اکبر! میرے نبی ﷺ نے تو ہمیں وضو سکھلایا ہے، میرے قرآن نے یہ کہا ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ﴾[المائدۃ:٦] کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور تم اپنے سروں پر مسح کرلو اور اپنے پیر ٹخنے تک دھولو۔

کم ازکم پانچ وقت کی فرض نمازوں کے لیے قرآن نے ہمیں وضو کرنے کا حکم دیا ہے،اس کے علاوہ اگر درمیان میں ہمیں نماز پڑھنی ہو،قرآن کی تلاوت کرنی ہو تو وضو کرتے ہیں تو اس دوران ہم کتنی مرتبہ ہاتھوں کو دھوتے ہیں؟

آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں تو دروازے پر سنٹائزر (Sanitiser) کی بوتل رکھی ہوتی ہے کہ ذرا ہاتھ پر لگاؤ اور پھر اندر داخل ہو؛ کیوں کہ تمھارے ہاتھ پر جراثیم ہوسکتے ہیں،وہ اس سے مرجائیں گے،میں نے کہا کہ ان کے ہاتھ پر جراثیم ہوسکتے ہیں کہ وہ استنجاء کے بعد بھی ہاتھ نہیں دھوتے،ہم تو مسلمان ہیں،ہمیں تو طہارت کا حکم ہے؛اس لیے ہمارے ہاتھ ہمیشہ پاک صاف رہتے ہیں،ہم تو بار بار وضو کرتے ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ہمیں قدر ہی نہیں ہے،اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسلام کو اس کی صحیح شکل میں سمجھیں۔

نفل عمرہ سے زیادہ ثواب کا عمل

ہم مطالعہ کریں اور ایک ایک حدیث پر غور کریں کہ حضور ﷺ نے آخر یہ بات

کیوں ارشاد فرمائی ؟لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ پڑھتے ہیں اور گذر جاتے ہیں اور پھر چند چیزیں یاد رہ جاتی ہیں ۔امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ بعض مواقع ایسے آتے ہیں کہ قوم کے لیے بہتر یہ ہوتا ہے کہ وہ نفل عمرے چھوڑ دے اور قوم پر پیسہ لگائے، یہ وہ .بہت پہلے لکھ گئے ہیں، آج کل بیانات آنے شروع ہوئے ہیں کہ عمرے کرنا بند کرو اور پیسے غرباء،فقراء کو دو کہ جن کے پاس کھانے اور رہنے کی سہولتیں میسر نہیں ہیں،تمھیں عمرہ سے زیادہ ثواب ان کو دینے میں ملے گا؛لیکن مانیں گے نہیں اور ضرور جائیں گے ۔

بیان سننا عمل کی نیت سے ہونا چاہیے

خدا کے بندو!ان باتوں پر عمل کرنا چاہیے،بات اسی لیے تو سنی جاتی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے،ایسے ہی کسی مولوی صاحب کو لا کر کرسی پر بٹھا دینا کہ چلو!عصر سے مغرب تک کا وقت ان کا بیان سننے میں نکل جائے گا کہ روزہ .بہت لمبا ہے، چاہے مولوی صاحب کا گلا خشک ہوتا ہو، یہ تو .بہت غلط چیز ہے ۔

دشمنیاں ختم کرو،محبتیں پھیلاؤ!

ایک بھائی کی حیثیت سے .بہت دردمندانہ اپیل کر رہا ہوں کہ اپنے دلوں کو جھانکیں، میں .بہت صاف طور پر کہہ رہا ہوں کہ ہمارے دل .بہت میلے ہو چکے ہیں،ان میں ایک دوسرے کی نفرت بھری ہوئی ہے،ان نفرتوں کو مٹاؤ اور محبتوں سے دلوں کی دنیا آباد کرو، ہمارا یہی پیغام ہوتا ہے،اگر بھائی بھائی کے ساتھ بات چیت نہیں کر رہا ہے، چچا بھتیجے میں رنجشیں ہیں، ماموں بھانجے میں دشمنی چل رہی ہے،اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ

رمضان شریف ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ رنجشیں اور دشمنیاں ختم کردو۔

اسلام کی حقیقی تعلیم

اللہ کے رسول ﷺ نے کتنی پیاری بات ارشاد فرمائی: ''اعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وصِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وأَحْسِنْ إلى مَنْ أَسَاءَ إلَيكَ'' اے بندۂ مؤمن! جو تیرے ساتھ ظلم کا معاملہ کررہا ہے، تو اس کو معاف کردے اور جو تیرے ساتھ قطع تعلق کرے تو اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑ اور جو تمھارے ساتھ برا سلوک کرے، تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

(الترغیب والترہیب: حدیث نمبر: ۳۷۲۲)

سننا آسان ہے، عمل مشکل ہے

یہ ہے حقیقی اسلام۔ نبیٔ کریم ﷺ نے تین جملے بیان فرمائے؛ لیکن یہ کوئی آسان نہیں ہے، سن لینا تو آسان ہے؛ لیکن عمل بہت مشکل ہے، یہاں مجمع میں سے کسی بھائی کو کسی نے تکلیف پہنچائی ہے تو اس نے یہ حدیث سنی، اب وہ یہ نہیں کرے گا کہ میں نے آپ ﷺ کی ایک حدیث سنی ہے تو اس پر عمل کروں اور اپنے بھائی کو معاف کردوں، نہیں! حدیث کو درکنار کردیں گے۔

جنت کے وسط میں محل

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے: ''مَنْ تَرَكَ المِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا'' کہ اگر کوئی آدمی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور یہ سامنے والا بالکل غلط ہے، اس کے باوجود وہ خلاف سے بچتے ہوئے اس کے ساتھ جھگڑا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ جنت کے وسط میں اس کے لیے گھر بناتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۵۱)

ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس طرح جھگڑے سے بچنے کے لیے اپنا حق چھوڑنے کے لیے تیار ہو جائیں اور سامنے والے سے کہیں کہ میں جانتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور تو غلط کر رہا ہے؛ لیکن میں اپنا حق اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دیتا ہوں، اس پر عمل کرو، سماج کو نمونہ مل جائے گا۔

ان کا جو فرض ہے، وہ اہل سیاست جانیں

ہم ایک مرتبہ راندیر میں جگر مرادآبادی کے پاس گئے تھے، اس وقت جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل میں پڑھ رہے تھے اور مشاعرہ تھا جس میں جگر مرادآبادی آئے تھے، میں نے اسٹیج پر جا کر جگر مرادآبادی کے سامنے ڈائری رکھی اور کہا کہ جگر صاحب! آپ اپنا کوئی شعر لکھ دیجیے؛ تاکہ آپ کی ملاقات کی یاد تازہ رہے، مجھے اُس وقت شعر وشاعری کا بھی شوق تھا تو جگر نے قلم نکالا اور میری ڈائری میں ایک شعر لکھا ؎

ان کا جو فرض ہے، وہ اہل سیاست جانیں　　میرا پیغام محبت ہے، جہاں تک پہنچے

سیاست دانوں کا کام لڑانا ہے، وہ لوگوں کو لڑاتے رہیں، قوموں کو ماردیں، اپنے مقصد کے خاطر اِن سیاست دانوں نے لاکھوں بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے.....

محبتوں کو عام کرو، میں آپ سے اپیل کرتا ہوں، رمضان کا مہینہ ہے، اگر آپ کو اپنے کسی رشتہ دار سے: بھائی، بہن، ماموں، چچا سے رنجش ہے تو ان کے گھر جا کر معافی تلافی کرلو، ایسا مت سمجھو کہ ہم اپنی مونچھ کیوں نیچی کریں، وہ میرے پاس کیوں نہیں آتا؟ آپ چھوٹے بن جائیں، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: ”مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ

اللہ" جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہیں۔

(مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۵۸۸)

یہ نبی ﷺ کا قول ہے اور پیغمبر کا قول سننے کے بعد بھی آدمی کا دل آمادہ نہ ہو اور اس کے دل میں نہ آوے تو یہ کم نصیبی ہے۔

خوش نصیب لوگ

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ گذشتہ سال ۲۷ رمضان کے موقع پر میں نے وہاں یہ باتیں کہیں تو ایک نوجوان آیا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ دو سالوں سے میرے بھائی کے ساتھ بات چیت نہیں ہے اور میری بہن سے میں نے کہہ دیا تھا کہ کبھی میرے گھر پر مت آنا؛ لیکن آج آپ نے اللہ کے نبی ﷺ کی جو باتیں سنائیں، میں ابھی آپ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں ابھی مسجد سے نکل کر بھائی کے پاس جا کر اس کے ساتھ معانقہ کروں گا اور میری بہن کی شادی دوسرے گاؤں میں ہوئی ہے، ابھی رات کو ہی بہن کے گھر جا کر اس سے بھی معافی مانگ لوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث سننے کے بعد ایک مسلمان کے دل کی یہ حالت ہونی چاہیے کہ میں نے اپنے پیغمبر کی بات سنی جو سب سے زیادہ سچی بات کرنے والے ہیں، اگر ہم مسجد میں بیٹھ کر ان کی باتیں سنیں اور اس کے باوجود دلوں میں میل رکھیں اور ملاقات نہ کریں تو یہ کیسی مسلمانی ہے؟ پھر تقریر کا کیا فائدہ ہے؟ اس کے علاوہ اگر تقریریں ہوتی ہیں تو یہ ذہنی تعیش ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

﴿مطبوعات مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ﴾

- فضل الباری في درس البخاري۔ ۴ جلدیں (افادات مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ)
- ذکرِ شیخ یوسفؒ۔ (تذکرہ قطب برطانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ)۔ ۲/ جلدیں)
- مواعظ شیخ یوسفؒ (افادات قطب برطانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ)
- تذکرۂ فاروق۔ شہید حج حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ
- مکتوبات مشائخ بنام محدث کبیر مفتی شبیر احمد پٹیل صاحب مدظلہ
- کمالاتِ علمائے دیوبند (افادات شہید حج حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ)
- مکاتب ومدارس کے پنج بنیادی مقاصد (افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ)
- عظمتوں کا قافلہ (افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ)
- افتتاحی واختتامی دروس شائل ترمذی
- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی حیات کے چند تاب ناک پہلو
- الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين ﷺ

- A Symbol of Ambition and Resilence capturing moments of the pious ones
- Rules Governing Knowledge
- A Message & Two Speeches
- Realise Your Potential
- Basic Nahw for Primary Madaris
- The Value of Knowledge
- 5 Main Objectives of Makatib
- The Science of Hadith and the Status of Sahih al-Bukhari
- Farewell Advise of Shaykh al-Hind Mawlana Mahmud Hasan Dewbandi RA

حضرت تھانویؒ اور ایذائے مسلم سے اجتناب

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور مجدد تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے قلم سے ۹۰۰ کتابیں لکھوائیں، ایک مرتبہ حضرت بہت بیمار ہو گئے، جیسے مرض الوفات ہو، جب کھڑے ہوتے تھے تو چکر آجاتے تھے، ایک مرتبہ رات کو اٹھے، پیشاب کا تقاضا ہوا تو حضرت نے مناسب نہیں سمجھا کہ کسی کو اٹھائیں اور کہیں کہ میرا ہاتھ پکڑ کر بیت الخلاء تک لے جائے، آہستہ آہستہ بیت الخلاء تشریف لے گئے اور استنجاء کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اتفاق سے حضرت کو چکر آگئے اور گر گئے، لوٹا ہاتھ سے گر گیا اور کسی اور طرف چلا گیا اور اس کی طرف حضرت کا دھیان نہیں گیا تو کسی طرح آہستہ آہستہ چل کر حجرے میں آئے اور بستر پر لیٹ گئے۔

بستر پر لیٹنے کے بعد حضرت کو خیال آیا کہ لوٹا میرے ہاتھ سے گر گیا تھا اور وہ اس کی جگہ پر نہیں ہے، وہ کہیں دور جا کر گرا ہے، اب کوئی شخص اٹھ کر استنجاء کے لیے وہاں جائے گا تو لوٹا وہاں نہ پا کر اس کو بڑی پریشانی ہوگی، اس سخت بیماری کی حالت میں حضرت پھر اٹھے اور آہستہ آہستہ وہاں گئے، لوٹا ڈھونڈا اور اس کو اس کی جگہ پر رکھا، آج مسلمان کو اس کا بالکل خیال نہیں ہے۔

Madina Academy
Swindon Road, Dewsbury
West Yorkshire, WF13 2PA, England
Email: publications@madinaacademy.org.uk
Website: madinaacademy.org.uk
Tel: 00 44 7973765203

زمزم پبلشرز
+92 302 8478551
+92 309 8204773
zamzampublisher@gmail.com
www.zamzampublishers.com.pk
SCAN ME